دنیا کے اے مسافر

قاری عبدالشکور ترمذی

دنیا اگر دار قرار ہوتی تو زندہ رہنے کا سب سے بڑا حق پیغمبروں کا ہوتا پھر صالحین کا، نیکی اور بدی کی بنا پر موت کا فیصلہ ہوتا مگر معاملہ نیکی اور بدی کی قید سے بالا ہے۔ زندگی موت کے نرغے میں ہے اور موت کی آنکھیں نہیں۔ اس کیلئے ہر وہ چیز جس میں زندگی ہوتی ہے وہ اس کے تعاقب میں ہے ان گنت رستے ہیں جو قبر کی طرف جاتے ہیں جانے کب کہاں ان پہ قدم پڑ جائے۔ گویا ایک پل کا اعتبار نہیں تبھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

﴿کن فی الدنیا کانک غریب اوعابر سبیل﴾

دنیا میں رہو تو پردیسی کی مانند یا راہ گیر کی طرح حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے سنا تو زندگی سے یقین اٹھ گیا فرمایا

﴿اذا امسیت فلا تنتظر الصباح واذا اصبحت فلا تنتظر المساء﴾

زندگی کی صبح شام کی ضامن نہیں اور نہ رات اگلی صبح کی لھذا نہ شام کی امید کرو نہ صبح زندگی کا انتظار کرو تو میسر زندگی کی گزران کیسے ہو

آپ ﷺ نے فرمایا

کن فی الدنیا کانک غریب او عابد سبیل وعدنفسک فی اصحاب القبور وقال لی یا ابن عمر اذااصبحت فلاتحدث نفسک بالمساء واذا امست فلاتحدث نفسک بالصباح وخذمن صحتک قبل سقمک ومن حیاتک قبل موتک فانک لا تدی یاعبداللہ مااسمک غدا

دنیا میں پردیسی یا راہگیر کی طرح رہو اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو پھر آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

اے ابن عمر: جب تم صبح کو اٹھو تو شام کا انتظار مت کرو اور جب شام ہو جائے تو اگلی صبح کا انتظار نہ کرو

کیونکہ معلوم نہیں کہ کل تیرا نام کیا ہوگا (زندہ یا مردہ) انسان بے شمار ناموں سے پکارا جاتا ہے

لیکن مرنے کے بعد صرف ایک ہی نام باقی رہ جاتا ہے وہ ہے "مردہ" پردیسی مسافر جو اپنی منزل کی طرف دھیان رکھتا ہے اور وہ پردیس میں جی نہیں لگاتا اور نہ ہی اسے پردیس میں اطمینان نصیب ہوتا ہے اور مسافر کی سب سے نفیس آرزو جلد از جلد منزل تک پہنچنا ہوتا ہے لیکن منزل تک پہنچنے کے لیے زاد راہ کی ضرورت ہوتی ہے کسی شاعر نے خوب کہا

جوانی میں عدم کے واسطے سامان پید اکر غافل
مسافر شب کو اٹھتا ہے جو دور جانا ہوتا ہے

لمبی لمبی امید میں اس فانی دنیا سے بیکار ہیں جسکی تعبیر رسول معظم کی زبانی سنیے

عبداللہ بن مسعودؓ نے آپ ﷺ کے جسم اطہر پر چٹائی کا نشان دیکھا تو فرمایا حضور ہمیں فرمایا ہوتا ہم نرم بستر کا انتظام کر دیتے۔ فرمایا!

﴿ما لی وللدنیا وما أنا فی الدنیا إلا کراکب استظل تحت شجرۃ ثم راح وترکھا﴾ (ترمذی) مجھے دنیا سے کیا سروکار میں تو دنیا میں ایسے ہوں جیسے ایک سوار ہوتا ہے۔ جو کسی درخت کے نیچے ٹھہرتا ہے پھر رخت سفر باندھ لیتا ہے اور اس درخت کو چھوڑ دیتا ہے۔

مطلب بندہ مسلم کو اسی مثال کا مصداق ہونا چاہیے اور اپنی دنیا بنانے اور سنوارنے کے چکر میں اپنی آخرت خراب نہ کرے بلکہ ہمہ وقت اس کو اس بات کی فکر لاحق رہنی چاہئے کہ کہیں یہ اصحاب الشمال سے نہ ہو جائے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

﴿فان الیوم عمل ولا حساب وغدا حساب ولا عمل﴾ "دنیا دار العمل اور آخرت دار الحساب ہے۔" حضرت عمر بن عبدالعزیز نے خطبہ میں فرمایا: ﴿ان الدنیا لیست بدار قرار کم کتب اللہ علیھا انصفار وکتب اللہ علی اھلھا منھا الظعن﴾ بے شک یہ دنیا دار قرار نہیں ہے اور اس کا فنا ہونا اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے اور اہل دنیا کا کوچ لازم ہے۔

بقولِ شاعر:

سفر درپیش ہے غافل تجھے اس دارِ فانی سے
لگا دل کو نہ دنیا سے نہ عیش و کامرانی سے
چلے گا کام کب تک زور سے زر سے جوانی سے
کنارہ ایک دن کرنا پڑے گا زندگانی سے
سرائے دہر میں مہمان فقط تو رات بھر کا ہے
کمر باندھے ہوئے تیار رہ عالم سفر کا ہے

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحتاً فرمایا:

﴿اغتنم خمسا قبل خمس شبابک قبل ھرمک وصحتک قبل سقمک وغناک قبل فقرک وفراغک قبل شغلک وحیاتک قبل موتک﴾ (مستدرک حاکم)

بقولِ شاعر

غنیمت ہے صحت علالت سے پہلے
فراغت مشاغل سے کثرت سے پہلے
جوانی بڑھاپے کی زحمت سے پہلے
اقامت مسافر کی رحلت سے پہلے
فقیری سے پہلے غنیمت ہے دولت
جو کرنا ہے کر لو کہ تھوڑی ہے مہلت

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"اے فلاں نیک کام کر لو اور عمر کو غنیمت جانو اس سے پہلے کہ تیری وفات کی خبر پھیلا دی جائے۔"

اے انسان!

سبیلک فی الدنیا سبیل مسافر
ولا بدمن زاد لکل مسافر
ولا بد للانسان من حمل عدۃ
ولا سیما ان خاف صولۃ قاھر

موت تیرے سر پہ منڈلا رہی ہے اور تو؟؟؟؟؟

اقترب للناس حسابھم وھم فی غفلۃ معرضون